118856 ـ خاوند اور بیوی کے آباء و اجداد یا اولاد کا نکاح میں گواہ بننا

سوال

کیا عورت کے نانا یا دادے کے لیے عقد نکاح میں گواہی دینا جائز ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علماء کے ہاں عقد نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل مسلمان گواہ ہونے کی شرط ہے، اور راجح قول یہی ہے کہ عورت کا دادا اور نانا گواہ بن سکتا ہے.

لیکن بعض فقہاء نے خاوند اور بیوی کے آباء و اجداد یا عورت کے ولی یا ان کی اولاد کو گواہ بننے سے منع کیا ہے.

کشاف القناع ہیں درج ہے:

" قریبی رشتہ دار مثلا خاوند اور بیوی کے بیٹے یا دونوں میں سے کسی ایک کے بیٹے وغیرہ مثلا ان کے باپ اور ایک کا بیٹا اور دوسرے کا باپ گواہی دے تو نکاح نہیں ہوگا، کیونہ یہ متہم ہے یعنی تہمت کا خدشہ ہے " انتہی

یعنی وہ اس گواہی میں تہمت والا ہے کیونکہ وہ یا تو اپنے باپ کے لیے یا پھر اپنے بیٹے کے لیے گواہی دے رہا ہے.

دیکھیں: کشاف القناع (5 / 66).

اور شرح المتھی میں درج ہے:

" بیوی کے باپ یا دادا کی گوہی صحیح نہیں (یعنی عقد نکاح میں اسکی گواہی صحیح نہیں) اور نہ ہی اس کے بیٹے اور اس کے پوتے کی، اسی طرح خاوند کے باپ اور دادے اور اس کے بیٹے اور پوتے کی گواہی بھی تہمت کی بنا پر صحیح نہیں، اور اس طرح ولی کے باپ اور اس کے بیٹے کی " انتہی

دیکھیں: شرح المنتھی (2 / 648).

الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ میں نکاح کے گواہوں کی شروط میں درج ہے:

" گواہ خاوند اور بیوی کے بیٹے نہ ہوں:

حنابلہ نے بیان کیا ہے - ان کے ہاں مذہب میں یہی ہے جیسا کہ مرداوی کا کہنا ہے - کہ نکاح کے گواہوں میں شرط ہے کہ وہ خاوند اور بیوی میں سے کسی ایک بیٹا نہ ہو، ان کے ہاں خاوند اور بیوی کے بیٹوں یا کسی ایک کے بیٹے کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوگا.

اور احناف اور مالکیہ کے عمومی قول سے بھی یہی اخذ کیاگیا ہے کہ باپ کی بیٹے کے لیے اور بیٹے کی باپ کے لیے گواہی قبول نہیں ہوگی.

اور شافعیہ کے ہاں اس مسئلہ میں کئی ایک وجہیں ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ عقد نکاح ہو جائیگا. انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية الكويتية (41 / 300).

اور امام احمد رحمہ اللہ سے اصل اور فرع یعنی آباء و اجداد اور اولاد کی گواہی صحیح ہے، امام احمد کے اصحاب کی ایک جماعت نے یہ قول اختیار کیا ہے "

دیکھیں: الانصاف (8 / 105).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں دوسرا قول:

دونوں یا ایک گواہ اصل یا فرع (یعنی آباء و اجداد یا اولاد) میں سے ہونا صحیح ہے، اور بلاشك و شبہ یہی قول صحیح ہے؛ کیونکہ اصل اور فرع کی گواہی تو وہاں ممنوع ہے جہاں انسان کے لیے گواہی ہو؛ کیونکہ تہمت کا خدشہ ہوتا ہے لیکن اس پر یا اس کے لیے گواہی جیسا کہ عقد نکاح میں ہوتا ہے تو یہ ممنوع نہیں...

چنانچہ نکاح حقیقت میں نہ تو خاوند کا حق ہے اور نہ ہی بیوی کا، اور نہ ہی اس کے خلاف، بلکہ یہ تو اس کے لیے اور اس پر ہے؛ کیونکہ یہ عقد نکاح کرنے والے کے لیے حقوق واجب کرتا ہے اور اس پر حقوق واجب کر رہا ہے، چنانچ صحیح یہ ہے کہ اس سے عقد نکاح صحیح ہوگا، امام احمد سے یہ ایک روایت ہے جسے اکثر اصحاب نے اختیار کیا ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 99).

واللہ اعلم .